۳۱۔استطاعت،خلق اور کسب، کیا ہیں

اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں

اس باب میں تین باتیں ہیں۔ خلق، استطاعت، اور کسب
ان تینوں کو سمجھنا ضروری ہے

استطاعت کیا ہے

استطاعت کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام کرنے کی آپ کے پاس ساری سہولیں موجود ہوں، تمام اسباب مہیا ہوں، اسی پر اللہ کے حکم کا مدار ہے

احکام بجالانے کے لئے یہ چار باتیں ہوں تو اس کو، استطاعت، کہتے ہیں

[۱]۔۔اس آدمی کی صحت اتنی اچھی ہو کہ وہ عبادت کر سکے۔

[۲]۔۔اس کام کرنے کی طاقت ہو،

[۳]۔۔اس کام کرنے پر قدرت ہو

،[۴]۔۔اور اس کام کرنے کے لئے اعضاء صحیح سالم ہوں، تب وہ کام انسان پر واجب ہوتا ہے، اسی کو ،قدرت میسرہ، کہتے ہیں۔

ان چار باتوں کے ہونے کے بعد کام سے پہلے آدمی کا ارادہ ہو اور اس پر اللہ وہ کام کروادے اور اس کام کو تخلیق کردے، اس کو، توفیق، کہتے ہیں، اسی پیدا کرنے کا نام تخلیق، ہے، جو اللہ کا کام ہے۔

اس بارے میں عقیدۃ الطحاویۃ کی عبارت یہ ہے

۔و الستطاعة التی یجب بها الفعل من نحو التوفیق الذی لا یجوز ان یوصف المخلوق به (تکون) مع الفعل و اماالاستطاعة من جهة الصحة و الوسع ، و التمکن ، و سلامة الآلات ، فهی قبل الفعل و بها یتعلق الخطاب ، و هو کما قال تعالی . لا یکلف الله نفسا الا وسعها ۔(آیت ۲۸۶،سورت البقرۃ ۲)۔(عقیدۃ الطحاوۃ، عقیدہ نمبر ۸۵،ص ۱۸)

ترجمہ۔ایک وہ استطاعت جو فعل کے ساتھ ہوتی ہے، جس کو توفیق کہتے ہیں، یہ مخلوق کی صفت بن ہی نہیں سکتی، یہ فعل کے ساتھ ہوتی ہے [یہ اللہ کی صفت ہے ۔دوسری استطاعت یہ ہے کہ آدمی کی صحت ٹھیک ہو، اس کو عبادت کرنے کی گنجائش ہو، عبادت کرنے پر قدرت ہو، اس کے اعضاء صحیح سالم ہوں، یہ استطاعت فعل سے پہلے ہوتی ہے

اس عبارت میں دو استطاعت کا ذکر ہے، ایک ہے، فعل، یعنی کام کو پیدا کرنا، یہ اللہ کی صفت ہے، یہ صفت مخلوق کی نہیں ہوسکتی ۔ اور دوسری استطاعت ہے، صحت درست ہو، گنجائش ہو، کام کرنے پر قدرت ہو، اعضاء صحیح سالم ہوں، اسی دوسری استطاعت پر اللہ کا حکم آتا ہے

ان آیتوں میں استطاعت کا ذکر ہے

1۔ و علی الناس حج البیت من استطاع سبیلا۔ (آیت ۹۷، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور لوگوں میں سے جو لوگ بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے

2۔و من لم یستطیع منکم طولا ان ینکح المحصانات المومنات فمن ما ملکت أیمانکم ۔ (آیت ۲۵، سورت النساء ۴)

ترجمہ۔اور تم میں سے جو لوگ اس بات کی طاقت نہ رکھتے ہوں کہ آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکیں ،تو وہ مسلمان باندیوں میں سے کسی ایک سے نکاح کر سکتے ہیں جو تمہاری ملکیت میں ہو

1۔عن عمران بن حصین رض قال کانت بی بواسیر فسألت النبی ﷺ عن الصلاۃ ؟ فقال صل قائما فان لم یستطع فقاعدا فان لم یستطع فعلی جنب ۔ (بخاری شریف، کتاب التقصیر ،باب اذا لم یطق قاعدا صلی الی جنب ،ص ۱۷۹، نمبر ۱۱۱۷)

ترجمہ۔حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض تھا، اس لئے میں نے حضور ؐ سے نماز کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ ؐ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور اس پر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر، اور اس پر بھی قدرت نہ ہو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو۔

ان آیتوں اور حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام اسباب کے مہیا ہونے کا نام استطاعت ہے، اور اسی پر احکام کا مدار ہے

کسب

کسب کا معنی ہے کمانا۔۔کسی کام کا آپ ارادہ کرتے ہیں، پھر اس کام کے لئے اسباب اختیار کرتے ہیں، اور اس کام کو اپنے ارادے سے کرتے ہیں، اسی کام کرنے کو، کسب، کہتے ہیں، اور اسی پر عذاب اور ثواب کا مدار ہے، کیونکہ آپ نے اپنے ارادے سے یہ کام کیا ہے اگر چہ کام کرنے پر اللہ تعالی اس کام کو تخلیق کر دیتے ہیں

ان آیتوں میں کسب کا ذکر ہے، اور یہ بھی ذکر ہے کہ تمہارے کسب کرنے کی وجہ سے یہ عذاب، یا ثواب دیا جائے گا۔

اس کے لئے آیتیں یہ ہیں

3۔و وفیت کل نفس ما کسبت و هم لا یظلمون ۔(آیت ۲۵، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔اور ہر ہر شخص نے جو کچھ کمائی کی ہوگی وہ اس کو پوری پوری دے دی جائے گی، اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا

4۔ثم توفی کل نفس ما کسبت و هم لا یظلمون ۔(آیت ۱۶۱، سورت آل عمران ۳)

ترجمہ۔پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا

5۔ بلی من کسب سیئة و احاطت به خطیئه فاولئک اصحاب النار ۔(آیت ۸۱، سورت بقرۃ ۲) ۔ترجمہ۔جو لوگ بدی کماتے ہیں، اور ان کی بدی انہیں گھیر لیتی ہے تو ایسے لوگ ہی جہنم کے باسی ہیں

ان آیتوں سے پتہ چلا کہ ہم جو اپنے ارادے سے کسب کرتے ہیں، اس کا بدلہ دیا جائے گا، اور اسی پر عذاب، یا ثواب کا دار و مدار ہے۔

خلق

خلق کا معنی ہے پیدا کرنا۔کسی چیز کو پیدا کرنا یہ اللہ کا کام ہے یہاں تک کہ جو کچھ ہم خود کرتے ہیں وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے، لیکن چونکہ ہم کسب کرتے یعنی اچھا یا برا کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، اور پھر اس کو اپنے ارادے سے کرنے لگتے ہیں، جس کی وجہ سے اللہ ہمارے کام کو پیدا کر دیتے ہیں، یعنی اس کو تخلیق کر دیتے ہیں۔تو اس کسب کرنے کی وجہ سے انسان کو ثواب یا عذاب دیا جاتا ہے

ان آیتوں میں ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے

6۔اللہ خالق کل شیء و ھو علی کل شیء و کیل ۔(آیت ۶۲، سورت الزمر ۳۹)

ترجمہ۔اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز کا رکھوالا ہے

7۔ذالکم اللہ ربکم خالق کل شیء لا الہ الا ھو ۔(آیت ۶۲، سورت غافر ۴۰)

ترجمہ۔اللہ وہ ہے جو تمہارا پالنے والا ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

ان آیتوں میں ہے کہ خیر ہو یا شر ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہی ہے، اس لئے ہمارے کسب کے بعد جو کچھ فعل پیدا ہوگا وہ بھی اللہ ہی پیدا کرتا ہے

اس مسئلے میں پچھلے زمانے میں بڑا اختلاف رہا ہے

باقی تفصیل، اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، کے عنوان میں دیکھیں۔

عہد الستُ

ازل میں اللہ نے آدمؑ کی اولاد کو پیٹھ سے نکالا، اورسب سے یہ عہد لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، سب نے کہا کہ ہاں آپ ہمارے رب ہیں، اسی کو، عہد الست، کہتے ہیں

اس آیت میں عہد الست کا ثبوت ہے

8۔اذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم و اشھد ھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامة انا کنا عن ھذا غافلین ۔(آیت۱۷۲، سورت الاعراف ۷)

ترجمہ۔اوراے رسول! لوگوں کو وقت یاد دلاؤ جب تمہارے رب نے آدم کے بیٹوں کی پشت سے ان کی ساری اولاد کو نکالا تھا، اوران کو خود اپنے اوپر گواہ بنایا تھا اور پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ سب نے جواب دیا تھا کہ کیوں نہیں؟ ہم سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں

2۔عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال اخذالله المیثاق من ظھور آدم بنعمان .یعنی عرفة .فاخرج من صلبه کل ذریة ذرأھا فنثر ھم بین یدیه کالذر ثم کلمھم فتلا قال ،الست بربکم. الخ (آیت۱۷۳، سورت الاعراف ۷) (مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، ۴، ص ۲٦۷، نمبر ۲۴۵۵)۔ ترجمہ۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے نعمان یعنی عرفہ کے مقام پر حضرت آدم کی پشت سے نکال کر یہ عہد لیا، ہر پشت سے ہر اولاد کو نکالا، اوراپنے سامنے ان کو ذرے کی طرح پھیلا دیا، پھران سب سے بات کی[کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، اوراوپر کی آیت الست بربکم، الخ پڑھی۔

اس آیت اور حدیث میں الست بربکم کی پوری تفصیل ہے

اس عقیدے کے بارے میں 8 آیتیں اور 2 حدیثیں ہیں، آپ ہر ایک کی تفصیل دیکھیں